خلافت حقّہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت سے پہچانی جاتی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰؍ مارچ ۱۹۷۲ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ۔ غیر مطبوعہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے یہ آیت کریمہ پڑھی:-

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ (النساء: ۱۴۶)

اور پھر حضور انور نے فرمایا:-

ایک منافق جہنم کے شدید ترین عذاب میں اس لئے مبتلا ہوگا کہ قرآن کریم کہتا ہے کہ وہ ہمیشہ فتنہ وفساد پیدا کرتا رہتا ہے اور مفسد ہونے کے باوجود ''مصلح'' کے روپ میں خدا تعالیٰ کی جماعتوں کے سامنے آتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ منافق کی ایک بڑی علامت یہ ہے کہ جب بولتا ہے جھوٹ بولتا ہے (صحیح مسلم کتاب الایمان باب خصائل المنافق) اُس کی ہر بات میں جھوٹ کی ملاوٹ ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک پورا اور پکا منافق اگر اپنی ماں کی صفات بھی بیان کر رہا ہو تب بھی وہ جھوٹ بول رہا ہوگا اور اگر اپنے بھائی کی خیر خواہی کی باتیں کر رہا ہو تب بھی جھوٹ بول رہا ہوگا کیونکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جھوٹ نہیں بول سکتے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ منافق کی ہر بات میں جھوٹ کی ملونی ہوتی ہے۔ ہر بات جھوٹ نہیں ہوا کرتی مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے آج فلاں وقت سورج طلوع ہوتے دیکھا ہے اور وہی وقت سورج طلوع ہونے کا ہو اور اُس نے واقعی سورج طلوع ہوتے دیکھا ہو

تو یہ بات صحیح ہے لیکن یہ بات کہ میں نے آج سورج طلوع ہوتے دیکھا پوری نہیں ہوئی کیونکہ ساتھ ہی اُس نے یہ بھی کہا کہ میں نے مسجد کی طرف دس دس سروں والے انسان ہوا میں اُڑتے ہوئے دیکھے۔ اس کی یہ بات سُن کر آپ یہ نہیں کہیں گے کہ اُس نے کچھ سچ بولا اور کچھ جھوٹ بولا ہے۔ آپ یہ کہیں گے کہ اُس نے جھوٹ بولا ہے، اس واسطے کہ جو پوری بات ہے وہ جھوٹ ہے اگر چہ اس کے بعض حصے سچ ہیں کہ سورج طلوع ہوا۔ ہر روز سورج طلوع ہوتا ہے اور یہ بھی سچ ہوسکتا ہے کہ اُس نے سورج طلوع ہوتے دیکھا ہو لیکن اُس نے اس کو بنیاد بنایا اپنے جھوٹ کی اس لئے یہ ساری بات جھوٹ ہے۔

پس ہم یہی کہیں گے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سچ فرمایا ہے کہ منافق جب بولتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ (النساء:۱۴۶)

حالانکہ اللہ تعالیٰ کی جو دھتکاری ہوئی قوم ہے اس کے اندر کافر بھی ہیں۔ اس میں کمزور ایمان والے بھی آجاتے ہیں۔ غافل بھی آجاتے ہیں اور منافق بھی آجاتے ہیں۔ غرض اپنے اپنے اخلاق اور کردار اور عمل کے لحاظ سے اُن پر خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس آیہ کریمہ میں فرمایا میرا سب سے زیادہ غضب منافق پر بھڑکے گا اور میرا سب سے زیادہ شدید عذاب اُسے ملے گا۔

چنانچہ جب سے سلسلہ نبوت شروع ہوا ہے یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ہمیشہ ہی الٰہی جماعتوں میں منافق رہے ہیں۔ اُمت محمدیہ بھی منافقین کے وجود سے خالی نہیں ہے۔ خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں منافقین موجود تھے جو بڑے ہی غالی اور خبیث قسم کے تھے۔ اب ہم اُن کی باتیں سُنتے ہیں تو ہماری آنکھوں میں خون اُتر آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق وہ اس قسم کی بکواس کیا کرتے تھے۔

غرض اُس وقت جو منافق تھے اُن کے ’’کارنامے‘‘ یا اُن کی کرتوت اور فتنے اور فساد جن کی طرف قرآن کریم نے اشارہ کیا ہے وہ جماعت کے سامنے آنے چاہئیں تا کہ ہمیں پتہ لگے کہ

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ کیوں کہا گیا ہے۔

آج کل ایک سے زائد گروہ یا بعض افراد منافقانہ باتیں کر رہے ہیں۔ اُن میں سے بعض باتوں کے متعلق میں اِس وقت کچھ کہوں گا یہ بتانے کے لئے کہ جو باقی باتیں ہیں وہ بھی اسی قسم کے جھوٹ، افتراء، فتنہ پردازی، اتہام تراشنے، حقائق کو چھپانے اور عدم علم کی بنا پر اعتراض کرنے وغیرہ سے متعلق ہیں۔ دراصل یہ سب چالیں ہیں جن سے منافق کام لیتا ہے اور یہ سب ہتھیار ہیں جن سے شیطان اپنا کام لے رہا ہوتا ہے۔

پس وضاحت کرنے کے لئے میں چند مثالیں دوں گا۔ باقی رطب ویابس تو وہ بولتے ہی رہتے ہیں جسے سُن کر آپ کو اپنے اپنے ایمان کے مطابق غصہ بھی آتا ہوگا۔ آپ اُن کے لئے دُعائیں بھی کرتے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور اُن کی بدقسمتی کو دور کرے اور اُن کے فتنے سے جماعت کو محفوظ رکھے اُن کو عقل دے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خلافت بڑے لمبے زمانہ پر ممتد ہے۔ بڑی شاندار اور کامیاب بھی ہے لیکن اِس دور میں بھی وقفے وقفے کے بعد منافقین کے فتنے آتے رہے ہیں۔ مثلاً مصریوں کا فتنہ ہے مگر چونکہ ہماری نوجوان نسل شاید ان واقعات کو نہیں پڑھتی اس لئے اُن کے کان ان چیزوں سے آشنا کم ہوں گے۔ پھر فخر الدین ملتانی کا فتنہ تھا۔ غرض اسی طرح کے چھوٹے اور بڑے فتنے اس لئے آتے رہتے تھے کہ ہم سو نہ جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیں بیدار اور چوکس دیکھنا چاہتا ہے۔ منافقوں کے مختلف گروہ یا افراد آج کل جو باتیں کر رہے ہیں اُن میں سے سات کے متعلق میں اس وقت کچھ کہوں گا۔ اور ان کی اہمیت کے لحاظ سے بڑھتا جاؤں گا۔

اوّل ۔ایک یہ اعتراض سُننے میں آیا ہے کہ یہ عجیب خلیفہ ہے جو اپنے خطبات میں بھی گھوڑوں کے متعلق باتیں کرتا رہتا ہے اور جماعت کو کہتا ہے کہ گھوڑے پالو اور یہ اور وہ۔ بھلا روحانی جماعت کا گھوڑوں سے کیا تعلق؟

اب یہ منافقانہ بات ہے اور محض جہالت کی بناء پر کی گئی ہے۔ جس وقت میں نے گھوڑوں کے متعلق بات کرنی شروع کی تو میں نے بعض دوستوں سے کہا کہ وہ گھوڑوں کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین کے اقوال اکٹھے کریں۔ چنانچہ یہ کاپی ہے جسے آپ میرے ہاتھ میں دیکھ رہے ہیں۔ میں نے اس کا نام ’’کتاب الخیل‘‘

رکھا ہے اور یہ پونے چار سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں اکثر اقوال اور ارشادات حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی آپؐ کے بہت سے ارشادات ہیں جو اکٹھے نہیں ہو سکے۔

پس اگر روحانی آسمان کا بادشاہ گھوڑوں کے متعلق اتنا کچھ کہنے کے باوجود روحانی آسمان کا بادشاہ رہتا ہے تو اس کا ایک ادنیٰ خلیفہ گھوڑوں کے متعلق تمہیں چند باتیں کہتا ہے (اور اس وجہ سے کہتا ہے جو میں ابھی بتاؤں گا) تو اُس کے متعلق یہ اعتراض کر دینا کہ جی یہ عجیب خلیفہ ہیں۔ گھوڑوں کے متعلق باتیں کرتے ہیں اور گھوڑے پالتے ہیں سراسر افتراء پردازی ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بتایا ہے کہ قیامت تک گھوڑے کی پیشانی میں ایک مسلمان کے لئے برکت رکھی گئی ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الجهاد، باب الخیل معقود فی نواصیها الخیر الٰی یوم القیامةِ) جب میں اس پیشانی کی برکتیں تمہاری جھولیوں میں ڈالنا چاہتا ہوں تو منافق کہتا ہے۔ یہ عجیب خلیفہ ہے جو گھوڑوں کی باتیں کرنے لگ گیا ہے۔ منافقو! تم اس پاک ذات پر اعتراض کرو جس نے گھوڑوں کے متعلق اتنا کچھ فرمایا ہے کہ آدمی کی عقل دنگ رہ جاتی ہے چنانچہ بڑے بڑے ماہرین جو دن رات اسی شغل میں لگے ہوئے ہیں کہ گھوڑوں کے متعلق تحقیق کریں۔ اُنہوں نے بھی وہ نہیں کہا اور اتنا نہیں کہا اور اس حقیقت کو بیان نہیں کیا کہ جتنی حقیقت گھوڑوں کے متعلق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہے کہ ایک دن مجھ سے غفلت ہوگئی تو مجھے ساری رات یہ کہا گیا کہ تم نے کیوں غفلت کی؟ گھوڑوں کا کیوں خیال نہیں رکھا؟ آپ اپنی چادر کے ساتھ گھوڑے کو صاف کر رہے تھے تو کسی نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ کیوں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ فرمایا ہے کہ تو نے گھوڑے کا خیال نہیں رکھا اس لئے اب میں اس کی تلافی کر رہا ہوں (موطا امام مالک باب مَاجَآءَ فِی الْخَیْلِ) وہ تو روحانیت لیکن اگر وہی برکت تمہاری جھولی میں ڈالنے کی کوشش کی جائے تو وہ وجہ اعتراض بن گئی۔ اس قسم کے بے ہودہ اعتراضات کئے جاتے ہیں۔

ویسے یہ ایک معمولی اعتراض ہے لیکن جہاں یہ ایک معمولی اعتراض ہے وہاں اعتراضات کی بے ہودگی کو بڑے نمایاں طور پر ظاہر کر رہا ہے کہ یہ خدا کا عجیب خلیفہ ہے۔ اپنے آپ کو روحانی جماعت کا امام کہتا ہے مگر گھوڑوں کی باتیں کرتا ہے۔ یہ تمہارا خلیفہ جو اس وقت اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ ایک روحانی جماعت کا امام ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کے ذرے کے برابر بھی نہیں ہے۔

جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑوں کے متعلق اتنا کچھ فرمایا ہے تو آپؐ کے عظیم روحانی فرزند کا یہ خلیفہ کیوں کچھ نہیں کہے گا۔

دوم۔ ایک WHISPRING (وس پرنگ) یعنی کانا پھوسی جو منافق کرتا ہے کیونکہ وہ دلیر تو ہوتا نہیں اس لئے دلیری کر کے سامنے نہیں آتا مگر در پردہ فتنہ اور فساد پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ ان کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ تحریک جدید اور وقف جدید کے چندوں کا صحیح مصرف نہیں ہو رہا۔

تحریک جدید کے جو چندے ہیں دراصل وہ تو ایک بنیاد ہے۔ جہاں تک یہاں پاکستان کے چندوں کا تعلق ہے وہ مبلغوں کے کرائے اور کتابوں وغیرہ پر خرچ ہوتے ہیں یا مبلغ بنانے پر خرچ ہوتے ہیں اور جو باہر کے چندے ہیں وہ باہر کے مشنوں پر جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساری دُنیا میں پھیلے ہوئے اور ترقی کر رہے ہیں اُن پر خرچ ہو رہے ہیں۔

وقف جدید کے زیر انتظام ہمارے یہاں معلمین ہیں۔ اُن کے سنٹر ہیں۔ اُن کا اپنا ایک نظام ہے۔ اس کے اوپر وقف جدید کا چندہ خرچ ہو رہا ہے۔ شوریٰ میں ہر سال بجٹ پاس ہوتا ہے۔ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ ہر چیز ظاہر ہے۔ اب اس کے باوجود یہ کہنا کہ جی چندوں کا صحیح مصرف نہیں ہو رہا بالکل بے ہودہ بات ہے۔

پھر اس کے متعلق جو مثال دی گئی ہے وہ بھی سُننے والی ہے۔ کہنے والے نے کہا کہ دیکھو میاں طاہر احمد صاحب کو کراچی جانا ہو تو وہ ہوائی جہاز پر سفر کرتے ہیں اور تحریک جدید کے جو مبلغ وطن سے باہر جاتے ہیں، اُن کو یہ سہولت میسر نہیں حالانکہ تحریک جدید کا جو مبلغ باہر جاتا ہے (مجھے نہیں یاد کہ اِلا ماشاء اللہ کسی نے کسی وقت شاید دوسرے ذرائع سے سفر کیا ہو) وہ بغیر

ہوائی جہاز کے باہر جا ہی نہیں سکتا اور پھر میاں طاہر نے وقف جدید کے کام کے لئے کراچی کا ایک سفر بھی نہیں کیا۔ اب یہ محض اعتراض ہے کہ جس نے وقف جدید کے کام کے لئے کراچی کا کوئی سفر ہی نہیں کیا اُسے مثال کے طور پر پیش کر دیا اور مبلغین جن کے متعلق ہر روز نہیں تو ہر ہفتہ عشرہ یا پندرہ بیس دن کے بعد اخبار میں نکلتا ہے کہ فلاں دوست اشاعتِ اسلام کے لئے اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے باہر جا رہے ہیں وہ ہمیشہ ہوائی جہاز کے ذریعہ باہر جاتے ہیں مگر ان کے متعلق محض ایک فتنے والی بات کر دی گئی اور یہ جھوٹی بات کر کے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کی تصدیق کی اور یہ اتنا مسخ شدہ جھوٹ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق ایسے آدمی کو ”اسفل من النّار“ جانا ہی چاہئے۔

اس بات کے کہنے والے کے الفاظ یہ ہیں:-

”جب کہ محض اشاعت اسلام کے لئے وطن سے باہر جانے والے مبلغین پر اتنا خرچ نہیں کیا جاتا کہ ان کو ہوائی جہاز کا ٹکٹ لے کر دیا جائے“

غرض یہ منافقین (جن کے متعلق میرا یہ اندازہ ہے کہ دس پندرہ ہوں گے کیونکہ ستر اسی لاکھ کی اس جماعت میں اس سے زیادہ کیا ہونے ہیں) آجکل مختلف جگہوں پر کبھی خط کے ذریعے اور کبھی ویسے موقع مل گیا تو ایک دوسرے کے ساتھ باتوں باتوں میں اس قسم کے فتنے کی باتیں کرتے ہیں۔ اب جس آدمی کے کان میں یہ بات پڑے گی کہ میاں طاہر ہوائی جہاز سے کراچی گئے اور ہمارے باہر جانے والے مبلغ ہوائی جہاز سے نہیں جاتے تو وہ نہ سہی مگر ہمارے کم عمر بچے جنہیں پتہ نہیں وہ کہیں گے یہ کیا بات ہوئی۔ اُن کے دماغ میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی کہ باہر جانے والا مبلغ ہوائی جہاز سے نہیں جا سکتا۔ اُن کو یہ پتہ نہیں لگ سکتا اور نہ اُن کو کبھی یہ خیال آیا ہے کہ یہ پوچھیں کہ میاں طاہر احمد صاحب نے کبھی وقف جدید کے لئے کراچی کا ہوائی جہاز کا سفر بھی کیا ہے یا نہیں۔ باقی اور کاموں کے لئے تو وہ جاتے رہتے ہیں۔ مشرقی پاکستان بھی وہ گئے ہیں۔ یہاں سے سارے لوگ ہوائی جہاز سے جاتے تھے اس میں اُن کے لئے کوئی خصوصیت نہیں کیونکہ وہاں جانے کا یہی ایک ذریعہ تھا۔ سوائے اس کے کہ آپ یہ سمجھیں کہ ہمارے کارکن اتنے نکمّے ہیں اور اُن کے پاس اتنا فارغ وقت ہے کہ وہ

سمندری جہاز پر جائیں۔ دس دن جانے میں اور دس دن واپس آنے پر لگیں اور اسطرح ایک مہینہ لگ جائے اس کام کے لئے جسے ۳۔۴ دنوں میں کیا جا سکتا ہے۔

سوم۔ ایک اعتراض یہ کیا جا رہا ہے کہ خلافت ثالثہ نے تمام جماعتی عہدوں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے افراد کا قبضہ دلا دیا ہے یعنی اُن عہدوں پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کا قبضہ ہے۔ اب اس وقت بڑے بڑے جماعتی ادارے مثلاً صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید، وقف جدید، فضل عمر فاؤنڈیشن اور نصرت جہاں ریزروفنڈ ہیں۔

جہاں تک صدر انجمن احمدیہ کا تعلق ہے اس کے بہت سے ناظر ہیں۔ (یہی بڑے بڑے عہدے ہیں نا) چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک وقت میں چار ناظر تھے جن کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان سے تھا اور آج جب کہ اس اعتراض کو پھیلایا جا رہا ہے۔ دو ناظر ایسے ہیں جن کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان سے ہے یعنی تعداد کم ہوگئی ہے اور شور زیادہ مچنا شروع ہو گیا ہے۔

دراصل یہ خالی خلافت ثالثہ ہی پر اعتراض نہیں ہوا۔ یہ اعتراض تو منافقین خلافت ثانیہ پر بھی کرتے رہے ہیں۔ صدر انجمن احمدیہ کا سب سے بڑا عہدہ صدر، صدر انجمن احمدیہ ہے اور اس وقت صدر، صدر انجمن احمدیہ مولوی محمد دین صاحب ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان سے ان کی کوئی رشتہ داری نہیں ہے۔ صدر انجمن احمدیہ کے کام کے لحاظ سے اس وقت دو نگران ہیں۔ نگران نمبر دو نظارت علیا ہے جس کا اپنا کوئی شعبہ نہیں، لیکن دوسرے شعبوں میں CO-ORDINATION (کوآرڈی نیشن) کرانا اور ان کی عام طور نگرانی کرنا یہ اس کا کام ہے۔ اس کے اوپر صدر صدر انجمن احمدیہ بیٹھا ہے اور نیچے مستقل ذمہ داری کا کام سنبھالنے والے مختلف ناظر ہیں۔ ناظر بیت المال (ہر دو آمد و خرچ) کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان سے کوئی تعلق نہیں۔

ناظر امور عامہ کا خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اصلاح وارشاد کے تین ناظر ہیں ان میں سے کسی ایک کا بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ ناظر نشر و اشاعت ہے۔ اسکا بھی خاندان کے ساتھ کوئی

تعلق نہیں ہے۔

میں نے بتایا ہے کہ اس وقت دو ناظر ہی ایسے ہیں جن کا خاندان کے ساتھ تعلق ہے۔ ایک ناظر اعلیٰ اور دوسرے ناظر خدمت درویشاں۔ ہمارے یہاں کی جو عام تنظیم ہے اس کے ساتھ ناظر خدمت درویشاں کا تعلق نہیں ہے لیکن قادیان میں ہمارے جو بھائی قربانی دے کر درویشانہ زندگی گزار رہے ہیں اُن کے خاندان اور عزیز رشتہ دار جو یہاں رہتے ہیں اُن کی دیکھ بھال کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک ناظر مقرر کر دیا تھا۔ وہ اب بھی ہے۔

پس جہاں تک انتظام کا تعلق ہے ایک نظارت بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے ہاتھوں میں نہیں ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ سارے کے سارے اور بڑے بڑے عہدے خاندان والوں نے سنبھالے ہوئے ہیں، محض جھوٹ ہے۔

اسی طرح وقف جدید کے جو صدر ہیں وہ شیخ محمد احمد صاحب مظہر ہیں اور خاندان کا ایک آدمی وقفِ جدید میں ہے یعنی میاں طاہر احمد صاحب۔ جہاں تک تحریک جدید کا تعلق ہے تحریک جدید کے وکلاء میں سے ایک وکیل ہے اور وہ میاں مبارک احمد صاحب ہیں اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ وہ وکیل اعلیٰ ہیں مگر میں نے اُن کو پہلی دفعہ وکیل اعلیٰ مقرر نہیں کیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مقرر فرمایا تھا۔ میں نے ان کو اس عہدے سے ہٹایا نہیں۔ اس کا میں قصور وار ہوں اور اپنے قصور کا اعتراف کرتا ہوں لیکن ساری وکالتوں میں صرف ایک شخص ہے مگر منافقین کہتے ہیں کہ سارے عہدے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنبھال لئے ہیں۔

پھر فضل عمر فاؤنڈیشن ہے۔ اس کے نہ صدر اور نہ سیکرٹری ایسے ہیں جن کا تعلق جسمانی طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان سے ہو۔ روحانی طور پر تو سب کا تعلق ہے۔ اگر وہ کہیں کہ ہم نے روحانی معنے میں بولا تھا تو پھر ہر ایک احمدی کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تعلق ہے کیونکہ یہ سب جماعت ایک روحانی خاندان پر مشتمل ہے۔

باقی رہا نصرت جہاں ریزروفنڈ تو اس کے دراصل تین حصے ہیں۔ ایک ہے مجلس نصرت جہاں اس کے انچارج یہ میرے سامنے بیٹھے ہمارے عزیز بھائی اسماعیل صاحب منیر ہیں ان کا جسمانی

طور پر تو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ ایک حدیقۃ المبشرین ہے جس میں تمام شاہدین کو اکٹھا کر دیا گیا ہے ان کے جو انچارج ہیں اُن کا بھی خاندان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پھر اس کے چندے وغیرہ کا جو انتظام ہے وہ اپنے چوہدری ظہور احمد صاحب جو ناظر دیوان ہیں ان کے سپرد کیا ہوا ہے اور وہ یہ کام رضا کارانہ طور پر کر رہے ہیں۔ ان کا بھی خاندان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

پس ایک غلط اور جھوٹی بات کو آنکھیں بند کر کے منہ سے نکال دینا اور اپنی حماقت سے یہ سمجھنا کہ دُنیا تمہیں دیکھے گی نہیں یا دُنیا تمہاری شرارت کو سمجھے گی نہیں یا دُنیا سمجھنے کے باوجود تمہیں کچھ کہے گی نہیں یہ تو تمہاری سراسر جہالت ہے لیکن تم یہ کیسے سمجھ لیتے ہو کہ تم خدا تعالیٰ سے اپنی ان حرکتوں کو چھپا لو گے اور اس کے غضب سے بچ جاؤ گے۔

چہارم۔ ایک بات (اور وہ بھی پہلی بار نہیں کہی جا رہی) یہ ہے کہ خلیفہ خدا نہیں بناتا انسان بناتا ہے۔

یہی اعتراض حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ پر کیا گیا۔ یہی اعتراض حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ پر کیا گیا ہے اور آج یہی اعتراض مجھ پر کیا جا رہا ہے

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کو انجمن کے چند آدمیوں نے خلیفہ منتخب کر دیا تھا پھر جماعت نے بھی آپ کی بیعت کر لی تھی۔ حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کے متعلق زیادہ سے زیادہ اتنا کہا جا سکتا ہے کہ جو دوست حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی وفات پر قادیان میں موجود تھے، وہ اکٹھے ہوئے اور جس طرح ایک آندھی آتی ہے اور وہ چیزوں کو ایک طرف کونے میں اڑا کر لے جاتی ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کے فرشتوں نے احمدیوں کے دلوں پر تصرف کیا اور وہ سب (الا ماشاء اللہ جن کو ٹھوکر لگی) ایک ہاتھ پر اکٹھے کر دیئے گئے۔

پھر حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ نے ۱۹۵۶ء میں انتخابِ خلافت کی ایک کمیٹی بنائی اور ایک نظام قائم کر دیا۔ چنانچہ جب خلافت ثالثہ کے انتخاب کا وقت آیا تو وہ جو ساری عمر کے مخالف تھے اور جماعت مبائعین جن پر اللہ تعالیٰ کی نصرتیں اور فضل نازل ہو رہے تھے، کو حسد، نفرت اور غصے کی نگاہ سے دیکھنے والے تھے۔ ان کی زبان سے بھی یہ نکلا کہ کاش حضرت

خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ بھی ایسا انتظام کر جاتے تا کہ یہ ’’فتنہ‘‘ نہ پیدا ہوتا جو ۱۹۱۴ء میں رونما ہوا۔ (اس فتنہ سے ان کی کیا مراد ہے) یہ تو وہ جانیں یا اللہ تعالیٰ جانے لیکن بہرحال وہ بھی اس انتخاب خلافت کے نظام کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکے تھے۔

پس منافقین یہ کہتے ہیں کہ چونکہ خلافت کمیٹی جو ۱۹۵۶ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے قائم کی تھی اُس نے خلیفہ ثالث کو مقرر کیا ہے۔ اس لئے یہ خدا کا انتخاب کیسے ہو گیا؟ یہ تو انسانوں کا انتخاب ہے اور وہ بھی چند لوگوں کا کیونکہ ساری جماعت کو اکٹھا نہیں کیا گیا حالانکہ ساری جماعت تو جلسہ سالانہ کے موقع پر بھی اکٹھی نہیں ہو سکتی۔ بہرحال جو ممکن ہے وہ یہی ہے کہ جو اس وقت آ جائے وہ اس میں شریک ہو جائے۔ اس کا انتظام کر دیا گیا تھا جس کی بنا پر بڑی سہولت سے انتخاب عمل میں آیا اور جس کے نتیجہ میں خلافت کی ذمہ داری مجھ پر ڈال دی گئی۔ میرے تو وہم وگمان میں بھی کبھی یہ خیال نہیں آیا تھا کہ خدا تعالیٰ مجھے اتنی بھاری ذمہ داری کے نیچے رکھے گا جو کچل دینے والی ہے۔ لوگ اس کو مذاق سمجھتے ہیں مگر یہ اتنی بھاری ذمہ داری ہے کہ میں سمجھتا ہوں کوئی آدمی اپنے ہوش وحواس میں ایک لمحہ کے لئے بھی اس ذمہ داری کو اُٹھانے کی خواہش نہیں کر سکتا۔

کہتے ہیں کہ میں نے باہر جا کر اپنے حق میں پروپیگنڈہ کیا تھا کہ مجھے خلیفہ بنایا جائے۔ اب اس وقت جو دوست یہاں بیٹھے ہوئے ہیں جن میں سے کچھ باہر سے بھی آئے ہوئے ہیں۔ کوئی ہے جو کھڑے ہو کر قسم کھا کر یہ کہہ سکے کہ میں نے اُسے یہ کہا ہو کہ مجھے خلیفہ بنانا؟ (اس پر سامعین کی طرف سے نہیں نہیں کی آوازیں بلند ہوئیں) میں نے بتایا ہے کہ میرے تو دماغ میں بھی یہ خیال نہیں آ سکتا تھا۔

میں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی وفات پر چوہدری انور حسین صاحب میرے پاس آئے اور اُنہوں نے مجھ سے کوئی ایسی بات کی کہ مجھے یہ خیال آیا کہ ان کے دماغ میں ہے کہ آج جماعت شاید خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے باہر کسی کو خلیفہ منتخب کرے۔ تو یہ نہ ہو کہ خاندان کی وجہ سے کوئی ذرا سی بھی بدمزگی پیدا ہو جائے۔ اس لئے محتاط رہنا چاہیے۔ میں نے سمجھا ٹھیک ہے انہیں یہ نیک نیتی سے خیال آیا ہے۔ خیر

جب انہوں نے مجھ سے یہ بات کی تو میں نے ایک رؤیا کی بناء پر اُن سے کہا کہ میں تمہیں تسلی دلاتا ہوں اور یہ ذمہ داری لیتا ہوں کہ ہمارے خاندان کے کسی فرد کی وجہ سے بدمزگی پیدا نہیں ہوگی۔ جماعت جس کو چاہے خلیفہ منتخب کرے۔ ہم اس پر آمنّا و صدّقنا کہیں گے اور نیک نیتی سے اس کی اطاعت کریں گے۔

کہتے ہیں کہ باہر کے ٹور کئے اور اپنا پروپیگنڈہ کیا اور انتخاب کے وقت بڑی بدانتظامی ہوئی اور زبردستی خلیفہ بن بیٹھا۔ یہ باتیں میں بڑی دیر سے سُن رہا ہوں۔ سوائے اس کے کہ میں لَعۡنَتُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ کہوں اور کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن جہاں تک عقیدہ کا سوال ہے، ہم اس عقیدہ پر قائم ہیں اور ہم سے مراد امت محمدیہ ہے جس میں پہلے بھی خلافت رہی۔ اب بھی خلافت ہے اور رہے گی اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم سے ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور منافق کا یہ عقیدہ ہے یا کم از کم وہ اس عقیدہ کا اظہار یہی کرتا ہے کہ چونکہ انسانوں کے ہاتھ سے یہ فعل ہوتا ہے اس لئے خلیفہ خدا نہیں بناتا۔ اس کی منشاء نہیں ہوتی چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ کئی بے وقوف لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ خدا نے اپنے بندوں کو کہا کہ تم جا کر اپنا انتخاب کرلو اور میں یہی سمجھ لوں گا کہ میں نے خلیفہ بنایا ہے۔ یہ بات تو خدا تعالیٰ کے ساتھ مذاق کرنے کے مترادف ہے۔

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ پر بھی یہی اعتراض کیا گیا تھا کہ آپ کو خدا نے خلیفہ نہیں بنایا۔ اس سلسلہ میں آپ کے بہت سارے حوالے ہیں۔ جن میں سے اس وقت میں چند ایک آپ کو سُنا دیتا ہوں۔

آپ نے ۱۹۱۲ء میں فرمایا تھا:-

”یہ رفض کا شبہ ہے جو خلافت کی بحث تم چھیڑتے ہو۔ یہ تو خدا سے شکوہ کرنا چاہئے کہ بھیرہ کا رہنے والا خلیفہ ہوگیا۔ کوئی کہتا ہے خلیفہ کرتا ہی کیا ہے؟ لڑکوں کو پڑھاتا ہے...... کوئی کہتا ہے کتابوں کا عشق ہے۔ اسی میں مبتلا رہتا ہے ہزار نالائقیاں مجھ پر تھوپو۔ مجھ پر نہیں یہ خدا پر لگیں گی جس نے مجھے خلیفہ بنایا“۔

(بدر ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۳، کالم ۳))

اب میں بھی یہی کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے خلیفہ بنایا ہے جو نالائقیاں تم مجھ پر تھوپنے کی کوشش کرو گے وہ تم دراصل مجھ پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات پر اعتراض کر رہے ہو گے پھر حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا:-

’’اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں۔ تم اُن سے بچو۔ پھر سُن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے، نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا اور اُس کے چھوڑنے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی رداء کو مجھ سے چھین لے‘‘۔ (بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۷، کالم ۱)

پھر آپ فرماتے ہیں:-

’’خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اُس کو آپ کھڑا کر دے گا۔

تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے‘‘۔ (بدر ۱۱؍ جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۴، کالم ۳)

حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کے بھی بہت سے حوالے ہیں کیونکہ آپ ہی کے زمانہ خلافت میں غیر مبائعین نے زیادہ تر خلافت کی بحثیں چھیڑی تھیں۔ میں آپ کا ایک ہی حوالہ لیتا ہوں اور اس ضمن میں الفضل کو یہ ہدایت کرتا ہوں کہ وہ یہ حوالے اخبار میں بار بار چھاپتے رہیں تا کہ نئی نسل اور نئے آنے والوں کو یہ پتہ لگے کہ اس سلسلہ میں کیا جھگڑے ہوئے اور کیا فیصلے ہوئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

’’اسلامی اصول کے مطابق یہ صورت ہے کہ جماعت خلیفہ کے ماتحت ہے اور آخری اتھارٹی جسے خدا نے مقرر کیا اور جس کی آواز آخری آواز ہے وہ خلیفہ کی آواز ہے۔ کسی انجمن، کسی شوریٰ یا کسی مجلس کی نہیں ہے یہی وہ بات ہے جس پر جماعت کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

خلیفہ کا انتخاب ظاہری لحاظ سے بے شک تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ تم اس کے متعلق دیکھ سکتے اور غور کر سکتے ہو مگر باطنی طور پر خدا کے اختیار میں ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے خلیفہ ہم قرار دیتے ہیں اور جب تک تم لوگ اپنی اصلاح کی فکر رکھو گے۔ اُن قواعد اور اصول کو نہ بھولو گے جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ضروری ہیں۔ تم میں خدا خلیفہ مقرر کرتا رہے گا اور اُسے وہ عصمت حاصل رہے گی جو اِس کام کے لئے ضروری ہے‘‘۔

(تقریر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرمودہ ۱۲؍اپریل ۱۹۲۵ء بر موقع مجلس مشاورت۔ رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۵ء صفحہ ۲۳)

خالی اتنا نہیں کہ خدا خلیفہ بناتا ہے بلکہ ساتھ یہ بھی ہے کہ اگر خدا خلیفہ بناتا ہے تو یہ بات جو حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ نے مختصراً کہی اور جس کی وضاحت حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے کی وہ بھی ماننی پڑے گی۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ آپس کے جھگڑے اور اختلافات کے متعلق فرماتے ہیں:-

’’سُنو! تمہاری نزاعیں تین قسم کی ہیں۔ (ان میں سے میں نے دو کو لیا ہے جن کا یہاں تعلق ہے) اوّل ان امور اور مسائل کے متعلق ہیں جن کا فیصلہ حضرت صاحب نے کر دیا ہے۔ جو حضرت کے فیصلے کے خلاف کرتا ہے وہ احمدی نہیں‘‘۔

پھر فرماتے ہیں دوسرے وہ یعنی بعض ایسے مسائل جو تفصیل کے ساتھ تعلق رکھتے تھے اور آئندہ سامنے آنے والے تھے کیونکہ بعض مسائل سلسلہ خلافت شروع ہوتے ہی سامنے آ جاتے ہیں۔ سلسلہ خلافت شروع ہونے سے قبل ظاہر نہیں ہوتے مثلاً یہی مسئلہ کہ خلیفہ وقت

اور جماعت احمدیہ کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ اس کا ایک یہ حل ہے جو میں نے پیش کیا اور ایک رنگ میں اور مجھ سے پہلے آنے والوں نے کہا اپنے اپنے رنگ میں۔ چنانچہ جب مجھ سے ۱۹۶۷ء میں پوچھا گیا کہ آپ کا تعلق جماعت احمدیہ سے کیا ہے؟ تو میں نے کہا یہ سوال غلط ہے۔ اس لئے کہ میں اور جماعت احمدیہ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ ان کو علیٰحدہ علیٰحدہ نہیں کیا جا سکتا۔

غرض آپ نے فرمایا:-

(دوسرے وہ) جن پر حضرت صاحب نے گفتگو نہیں کی۔ ان پر بولنے کا تمہیں خود کوئی حق نہیں۔ جب تک ہمارے دربار سے تم کو اجازت نہ ملے۔ پس جب تک خلیفہ نہیں بولتا یا خلیفہ کا خلیفہ دُنیا میں نہیں آتا۔ ان پر رائے زنی نہ کرو"۔

(بدر ۱۱؍جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۵، کالم ۱)

مجھ تک یہ رپورٹ بھی پہنچی ہے کہ بعض بیوقوف کمزور ایمان والے یہ کہتے بھی سُنے گئے ہیں کہ مجدد تو اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور خلیفہ انسان بناتا ہے۔ اس بارہ میں موٹی بات تو یہ ہے کہ مجدد کون بناتا ہے اور کون نہیں بناتا اس کے متعلق ہمیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ملتا ہے۔ قرآن کریم میں اس کے متعلق کوئی ارشاد نہیں۔ سارے قرآن کریم میں مجدد کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔ خلیفہ کون بناتا ہے اور کون نہیں بناتا، اس کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۂ نور میں فرماتا ہے۔ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ (النور: ۵۶) خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ خلیفہ میں بناتا ہوں اب جس کے متعلق قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں بناتا ہوں اس کے متعلق تو کہتے ہیں کہ خدا نہیں بناتا اور جس کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا نہیں بناتا اُس کے متعلق کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بناتا ہے۔ حالانکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کریم سے زائد کوئی بات کہہ ہی نہیں سکتے تھے ورنہ قرآن کریم کامل اور مکمل نہیں ٹھہرتا۔ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ مجدد اللہ تعالیٰ بناتا ہے یا مبعوث کرتا ہے تو آپ کا یہ ارشاد لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کی تفسیر تھی جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے فرمایا مجدد بھی ایک خلیفہ ہے اور خلیفہ کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے کہ اُسے میں بناتا ہوں۔ انسان نہیں بناتا کیونکہ جو خلیفہ آئے گا وہ خدا بنائے گا دوسرے یہ کہ وہ لوگ جنہیں ہمارے دربار سے اجازت نہیں ملی تب بھی خلافت کی بحث میں اُلجھتے ہیں۔ اُن کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ آخر یہ کون کہے گا کہ یہ مجدد ہے۔ اس کو خدا تعالیٰ نے مجدد بنایا ہے۔ کیا یہ بتانے کے لئے آسمان سے فرشتے نازل ہوں گے جو انبیاء علیھم السلام کے لئے بھی نہیں آئے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مانگے گئے لیکن انکار کر دیا گیا کہ اس غرض کے لئے نہیں آئیں گے۔ کیا کسی زمانہ میں یا کسی وقت میں انسانوں کا کوئی مجموعہ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے یہ فیصلہ کرنے کا حق دیا ہے کہ جس کے متعلق وہ کہیں گے کہ خدا نے مجدد بنایا ہے وہ مجدد بن جائے گا۔ قرآن کریم میں تو ہمیں یہ بات کہیں نظر نہیں آتی۔ پھر کون کہے گا؟ وہ خود کہے گا جب کہے گا۔ بہتوں نے تو کہا ہی نہیں کہ ہم مجدد ہیں یعنی جن بزرگوں کو ہم مجدد سمجھتے ہیں اُن میں سے اکثر نے یہ کہا ہی نہیں کہ ہم مجدد ہیں۔ جنہوں نے کہا کہ ہم مجدد ہیں اُنہوں نے بھی یہ کہا کہ خدا نے انہیں بتایا ہے کہ میں نے تمہیں مجدد بنایا ہے۔ پس اگر خلیفہ کہے کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ میں نے تجھے خلیفہ بنایا ہے تو پھر؟ کیا تم فیصلہ کرو گے کہ اس نے صحیح کہا ہے یا غلط۔ فیصلے کرنے کے اصول ہیں یعنی کوئی شخص جھوٹ بھی بول سکتا ہے مگر اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اصول مقرر فرمائے ہیں۔

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے جب یہ فرمایا تھا کہ نہ انجمن مجھے خلیفہ بنا سکتی ہے اور نہ کوئی انسان مجھے خلیفہ بنا سکتا ہے میں تو انجمنوں کے خلیفہ بنانے پر تھوکتا بھی نہیں ہوں۔ تو کیا اُنہوں نے اپنے کسی تکبر اور غرور کے نتیجہ میں کہا تھا یا خدا نے اُنہیں فرمایا تھا کہ میں نے تمہیں خلیفہ بنایا ہے۔ یقیناً خدا ہی نے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کو یہ فرمایا تھا کہ میں نے تجھے خلیفہ بنایا ہے۔

پھر خلافت ثانیہ آئی۔ کیا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے یہ کہہ دیا تھا کہ خدا نے مجھے خلیفہ بنایا ہے درآنحالیکہ خدا نے آپ کو یہ نہیں فرمایا تھا کہ میں نے تجھے خلیفہ بنایا ہے وہ اتنا محتاط انسان کہ جس نے امت احمدیہ یعنی امت محمدیہ کے علماء اور سمجھ دار لوگوں کے اصرار کے باوجود مصلح موعود ہونے کا دعویٰ اس وقت تک نہیں کیا کہ جب تک خدا نے اُسے

یہ نہیں بتا دیا کہ میں نے تجھے مصلح موعود بنایا ہے اس کے متعلق تم یہ اعتراض کرتے ہو کہ اُس نے اپنی طرف سے خلیفہ ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔

اور جہاں تک میرا تعلق ہے، ایک اور تکلیف کے وقت میں نے خدا تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی اور میں اُس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اس مسجد میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے بڑے پیار سے فرمایا:-

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ پس میں خلیفہ اس لئے نہیں ہوں کہ تم میں سے کسی گروہ نے مجھے منتخب کیا ہے۔ میں خلیفہ اس لئے ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے منتخب کیا اور خلیفہ بنایا اور پیار کے ان الفاظ سے یاد فرمایا ہے۔ غرض خلیفہ خدا ہی بنایا کرتا ہے۔ انسانوں کا یہ کام ہی نہیں اور جن کو خدا خلیفہ بناتا ہے وہ انسانوں کے کام پر تھوکتے بھی نہیں اور نہ اُن کی پرواہ کرتے ہیں۔

خلافت حقہ اصولی طور پر اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید سے پہچانی جاتی ہے۔ اس کی آگے تفصیل ہے جو بہت لمبی ہے جس میں اس وقت میں نہیں جا سکتا۔ مراد یہی ہے کہ خدا تعالیٰ خود اپنی حکمت کاملہ سے جس کا ہمیں پتہ نہیں ہوتا، خود مجھے بھی پتہ نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کی کیا حکمت تھی لیکن مجھے یہ پتہ ہے کہ اُس نے مجھے خلیفہ بنایا اور مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ اُس نے اپنی حکمت کاملہ سے جس کو اِس وقت خلیفہ بنایا ہے، اس سے وہ پیار بھی کرتا ہے اور اس کی تائید بھی کرتا ہے۔ غرض خدا تعالیٰ کی نصرت بتا رہی ہوتی ہے کہ یہ خلافت حقہ ہے۔ مگر میں اپنے متعلق سوچتا ہوں تو اپنے آپ کو ایک ناکارہ مزدور پاتا ہوں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے متعلق یہی کہا تھا تو میں تو اتنا بھی نہیں۔ غرض خدا کا ایک ناکارہ مزدور ہوں۔ ویسے بھی انسان ہے کیا چیز جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل اُس کے شامل حال نہ ہو۔ انبیاء علیھم السلام جس وقت کہتے ہیں یا اُن کے خلفاء جس وقت یہ کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ جب وہ اپنے آپ کو دیکھتے ہیں تو خود کو بالکل ناکارہ مزدور پاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر تو انسان کچھ بھی نہیں۔ مگر جو خدا تعالیٰ سے ملاپ کے بعد ملتا ہے وہ انسان کا اپنا نہیں ہوتا وہ خدا تعالیٰ کا ہوتا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ میری دعاؤں کو سنتا ہے اور اتنی کثرت سے سُنتا ہے کہ آپ کو اگر میں ساری باتیں بتا دوں تو آپ حیران رہ جائیں گے۔ ممکن ہے آپ کے خیالات بھی پریشان ہو جائیں گے۔ بعض دفعہ ابھی دعا کی نہیں ہوتی، دل میں خیال ہی آتا۔ اللہ تعالیٰ اُسے بھی قبول فرما لیتا ہے۔ ویسے یہ ٹھیک کہ اللہ اللہ ہے اور انسان انسان ہی ہے۔ کبھی وہ ہماری دُعا بھی رد کر دیتا ہے اور نہیں مانتا کیونکہ وہ مالک ہے۔ ہمارا اُس پر کوئی حق نہیں۔ ہم پر اس کے سارے حقوق واجب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کبھی ہماری دُعاؤں کو مہینوں کے بعد سُنتا ہے کبھی وہ سالوں کے بعد سُنتا ہے لیکن کبھی وہ اپنی شان اس رنگ میں بھی دکھاتا ہے کہ ابھی دعا کے الفاظ منہ سے نہیں نکلے ہوتے کہ وہ بات پوری ہو جاتی ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ دُعا سُنتا ہے اور بات مان لیتا ہے اور کام کر دیتا ہے۔ چنانچہ بے شمار دفعہ دُعاؤں کو اس رنگ میں بھی قبول ہوتے دیکھا ہے کہ اِدھر دِل میں خیال آیا اور اُدھر وہ بات پوری ہوگئی۔ پھر بعض دفعہ دعا کے نتیجہ میں اُس نے ناممکن باتوں کو ممکن بنا دیا۔ دُعا کروانے والے شور مچا رہے تھے کہ دُعا کرواتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دعا کرو مگر بظاہر (مثلاً وکلاء سے مشورہ کیا ہے) بچنے کی کوئی صورت نہیں مگر خدا تعالیٰ سے دعا کی تو اُس نے ایسی دعائیں بھی قبول فرما لیں۔ دراصل خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں اپنی شان اور عظمت کے اظہار کیلئے قبول فرماتا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں اسلئے بھی قبول فرماتا ہے کہ وہ اس سے دُنیا کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ یہ میرے بندے ہیں۔ تم ان سے دشمنی مول نہ لو کیونکہ تم اُنکے مقابلے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اُن کو میں نے اپنے ایک کام کے لئے چُنا ہے۔ جب تک خدا اُن سے وہ کام لینا چاہتا ہے لیتا ہے پھر مار دیتا ہے اور ایک دوسرا آدمی کھڑا کر دیتا ہے۔ زندگی اور موت تو انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ ایک دم کا بھی اعتبار نہیں ہے لیکن جب تک وہ آخری دم نہیں آجاتا اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی نصرت کے نظارے اس ایک وجود میں جس کو وہ خلیفہ بناتا ہے دُنیا دیکھتی رہتی ہے۔

یہ موٹے موٹے نظارے میں بتا دیتا ہوں تاکہ بچوں کو بھی سمجھ آجائے۔ میری خلافت پر تھوڑا سا زمانہ گزرا ہے۔ ابھی پانچ چھ سال ہی ہوئے ہیں اس تھوڑے سے عرصہ میں صدر

انجمن احمدیہ کے چندوں میں ۴۱ فیصد اضافہ ہو چکا ہے۔ اب یہ میری طاقت ہے؟ نہیں! میں نے تو کبھی دعویٰ ہی نہیں کیا کہ یہ میری طاقت سے ہوا ہے یا یہ میری کسی مہارت یا میرے کسی ہنر کا نتیجہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نصرت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب مجھے خلیفہ بنایا تو اُس نے فرمایا میں تیرا مددگار رہوں۔ میں تیرے ساتھ کھڑا ہوں۔ تجھے کیا فکر ہے جو چیز تو سوچ بھی نہیں سکے گا، وہ میں تجھے دے دوں گا۔ اگر میں شروع میں اپنے دماغ سے کوئی منصوبہ بناتا تو میں یہ ۴۱ فیصد کا اضافہ کبھی نہ کر سکتا کیونکہ مجھے اپنی کمزوریاں سامنے نظر آتی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ پانچ فیصد کافی ہے تو اس طرح چھ سال میں زیادہ سے زیادہ ۳۰ فیصد کا اضافہ بنتا۔ پھر میں اس میں سے بھی نکالتا کہ شاید یہ ہو جائے، شاید وہ ہو جائے۔ مثلاً زیادہ چندہ دینے والے فوت ہو جائیں۔ اُن کی جائیدادیں تقسیم ہو جائیں۔ اُن کے بچے مخلص نہ رہیں۔

غرض میں ہزار باتیں سوچتا اور میں کبھی یہ اعلان کرنے کی جرأت نہ کرتا کہ میں نے اپنی عقل اور مہارت سے یہ طے پایا ہے کہ آئندہ پانچ چھ سال میں انجمن کے چندے ۴۱ فیصد زیادہ ہو جائیں گے لیکن خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تجھ سے کام لینا ہے۔ تجھے ضرورت کا پتہ نہیں ہوگا۔ تجھے ضرورت کے لئے جتنی رقم چاہئے۔ اس کا بھی پتہ نہیں ہوگا۔ میں اس کا سامان کروں گا۔

علاوہ ازیں اس تھوڑے سے عرصہ میں جماعت نے فضل عمر فاؤنڈیشن کے سلسلہ میں بہت بڑی مالی قربانی دی ہے پھر ''آگے بڑھو'' کی سکیم ہے۔ اس میں بھی جماعت نے بہت بڑی قربانی پیش کی ہے۔ یہ جو ''نصرت جہاں ریزروفنڈ'' ہے یہ خالی رقم ہی نہیں بلکہ اس کے استعمال میں اللہ تعالیٰ نے برکت ڈالی ہے اور یہی اصل الٰہی نصرت اور برکت ہے۔ پہلے بھی میں نے شاید بتایا تھا کہ ہم نے مغربی افریقہ کے کچھ ممالک میں طبی امدادی مراکز کھولے ہیں۔ ابھی ایک سال پورا نہیں ہوا مگر جتنا سرمایہ اُن کے اوپر لگایا گیا ہے۔ ایک سال کے اندر اندر اس سے ڈیڑھ سو گنا زیادہ آمد ہوئی ہے۔ یہ رقم باہر نہیں بھجوائی جا سکتی اور نہ ہماری کہیں باہر لے جانے کی نیت ہے۔ وہ وہیں خرچ ہوتی ہے۔ اس سے آپ کے کاموں میں تیزی پیدا ہوتی ہے۔ غرض ابھی ایک سال پورا نہیں ہوا لیکن ہم نے جتنا سرمایہ خرچ کیا تھا اس سے ڈیڑھ

سو گنا زیادہ آمد ہوئی ہے یعنی اتنی نصرت ہوئی ہے کہ سو کے اڑھائی سو بن گئے ہیں۔

اب یہ برکت میں نے ڈالی ہے؟ نہیں! یہ برکت اللہ تعالیٰ نے ڈالی ہے۔ یہ جو منافق باتیں کرتے ہیں کیا ان کی بزرگی کو قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے برکت دی ہے؟ نہیں۔ ان کو تو اللہ تعالیٰ نے کھڑا ہی نہیں کیا۔ ان کو تو اس نے ڈانٹا اور سمجھایا ہے کہ تم اپنی حرکتوں سے باز آ جاؤ ورنہ میرے قہر کے نیچے تمہیں شدید عذاب اُٹھانا پڑے گا۔

پس یہ برکتیں بتاتی ہیں کہ خلیفہ خدا نے مقرر فرمایا ہے کیونکہ ایسی نصرت کے کام، ایسی نصرت کے واقعات اور ایسی نصرت کے مظاہرے ہوتے ہیں کہ جن میں انسانی ہاتھ کا دخل نہیں ہوتا۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ جس طرح اس نصرت میں انسانی ہاتھ نظر نہیں آ رہا اسی طرح انتخاب خلافت میں انسانی ہاتھ نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ انسان جو کہے اللہ تعالیٰ مجبور ہو جائے اور اس کی مدد اور نصرت کرنا شروع کر دے۔ کیا تم اپنے زور سے اللہ تعالیٰ کو مجبور کر سکتے ہو؟ نہیں! جب تک تم اس کے فضل اور رحم کو جذب نہیں کرو گے، تم اس کی مدد اور نصرت کس طرح لے سکتے ہو۔

غرض اللہ تعالیٰ کی نصرت کے بے شمار نظارے ہیں۔ میں نے بتایا ہے دعاؤں کی قبولیت ہے جو ساری دُنیا پر پھیلی ہوئی ہے۔ قبولیت دُعا کے یہ نظارے ساری دُنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ دُنیا اس پر حیران ہو جاتی ہے۔ کئی ایک کے متعلق میں ذکر کر دیتا ہوں اور کئی ایسے بھی ہیں جن کا میں ذکر نہیں کرتا البتہ جہاں دُعا کے وہ واقعات رونما ہوتے ہیں۔ وہاں ان نظاروں کو دیکھ کر خود ہی پتہ لگ جاتا ہے۔ مگر اصل چیز تو یہ ہے کہ ان نظاروں کو دیکھ کر دُنیا کے دل میں اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پیدا کی جائے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے غلبہ اسلام کی یہ مہم چلائی ہے۔ چنانچہ افریقہ سے کئی خط آ جاتے ہیں کہ ہم عیسائی ہیں لیکن ہمیں یہ پتہ لگا ہے کہ آپ کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ ہماری یہ مشکل ہے آپ اس کے لئے دعا کریں۔ ایک دفعہ مشرقی افریقہ سے ایک سکھ کا خط آ گیا کہ مجھے یہ ابتلاء درپیش ہے اور یوں تو میں غیر مسلم ہوں لیکن میں نے دیکھا ہے یا سُنا ہے کہ آپ کی دعائیں قبول ہوتی ہیں، اس لئے آپ میرے لئے دُعا کریں۔ چنانچہ وہ دعا کے لئے خط لکھتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے

اس کا کام کر دیا اور اس کی پریشانیاں دور کر دیں۔ پھر جب وہ مجھے خط لکھا کرے تو ساتھ ہی آخر میں مجھے یہ بھی لکھ دیا کرے کہ آپ کی دُعا سے میرا کام ہو گیا ہے۔ میں نے یہ نظارہ دیکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کی دعا میں برکت ڈالی، اس لئے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے اور میرے دل میں یہ شوق پیدا ہوتا ہے کہ میں آپ کو خط لکھوں۔ میں خط لکھ دیتا ہوں مگر آپ کو اس کا جواب دینے کی تو کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں تو اپنی محبت کا اظہار کرتا ہوں۔ میں نے دفتر سے کہا کہ اسے کہنے دو جو یہ کہتا ہے۔ اس کے خط کا جواب ضرور جائے گا کیونکہ اگر خدا کی قدرت کا نظارہ دیکھ کر اس کے دل میں محبت پیدا ہوتی ہے تو ہمارے دل میں تو اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے۔

پس یاد رکھو کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔ کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو الٰہی سلسلہ کے خلفاء بنایا کرے۔

پنجم۔ ایک یہ اعتراض ہے جو پانچ دس آدمی جن کا ہمیں علم ہوا ہے بڑے زور و شور کے ساتھ کر رہے ہیں کہ جو خلافت کمیٹی خلیفہ کے انتخاب کے لئے ۱۹۵۶ء میں بنائی گئی تھی اس کو فوراً توڑ دو۔ ورنہ ہم جماعت احمدیہ میں ایک عظیم انقلاب بپا کر دیں گے۔

کہتے ہیں کہ ہمارا ''ادارہ'' یعنی ادارہ منافقین اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ خلافت کمیٹی جیسا غیر جمہوری ادارہ قائم ہی اس مقصد کے لئے کیا گیا تھا (یعنی ۱۹۵۶ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس مقصد کے لئے قائم کیا تھا) کہ خلافت خاندان مقدسہ سے باہر کسی صورت نہ جا سکے اور خلافت کمیٹی کی منطق پر (خلافت ثانیہ پر جو تنقید ہو رہی ہے اس کے الفاظ بھی ذرا ملاحظہ کریں) مذہب کی خوبصورت چھاپ چڑھا کر پوری کی پوری جماعت کو ہمیشہ کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ کر رکھ دیا گیا ہے''۔

زنجیروں میں تو جماعت کو جکڑا گیا ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن یہ زنجیریں غلامی کی نہیں۔ یہ محبت اور پیار کی زنجیریں ہیں اور دونوں طرف سے جکڑے ہوئے ہیں میں بھی جکڑا ہوا ہوں اور آپ بھی جکڑے ہوئے ہیں۔ باہمی پیار اور محبت میں آپ بھی جکڑے ہوئے تھے اور حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ بھی جکڑے ہوئے تھے۔ آپ میں سے ہر ایک کو کبھی نہ کبھی

کوئی نہ کوئی تکلیف ہوتی ہے مثلاً زید کو تکلیف ہوئی بکر کو بھی ہوگی۔شمال میں تکلیف ہوگی جنوب میں ہوگی لیکن میرے اس ایک دل میں تو آپ سب کی ساری تکالیف اور ساری پریشانیاں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔پس اس کلّے پر تو آپ نے بہت ساری زنجیریں ڈال دی ہیں۔ آپ تو ایک ایک فرد تھے مگر یہاں سارے افراد کی تکالیف اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ میں بلا مبالغہ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں آپ کے لئے دُکھ اُٹھاتا ہوں اور تکالیف سہتا ہوں۔غرض یہ زنجیریں ہیں جنہوں نے مجھے اور آپ کو جکڑا ہوا ہے لیکن حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آپ کو غلامی کی زنجیروں میں نہیں جکڑا وہ تو غلاموں کو آزاد کرانے کے لئے آیا تھا۔جس کے متعلق خدا کا مسیح اور مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ کہے کہ وہ غلاموں کو آزاد کرانے کے لئے آئے گا۔اس کے متعلق یہ منافق کہتے ہیں کہ اس نے ساری جماعت کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا ہے۔کیا آپ اور میں خدا تعالیٰ کی بات کو مانیں گے یا ان منافقوں کی بکواس پر کان دھریں گے؟

ششم۔ پھر وہ یہ بھی کہہ رہے ہیں (اور یہ ان کی عجیب منطق ہے) کہ خلیفہ کی تنخواہ کا سکیل بند کر دیا جائے حالانکہ خلیفہ کی تنخواہ کا تو سکیل ہی کوئی نہیں۔جھوٹ بول دیا یعنی یہ کہنا یا خط میں لکھنا کہ خلیفہ کی تنخواہ کا کوئی سکیل ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً سو روپے تنخواہ ہے تو ہر سال دس روپے ترقی ہوگی۔ پھر جب سکیل ختم ہوگا تو ایفی شینسی بار ملے گا کیونکہ سکیل میں یہ بھی آجاتا ہے تو پھر ناظر دیوان فیصلہ کرے گا کہ خلیفہ وقت کی اہلیت برقرار ہے۔ اس کی اہلیت ایسی ہے کہ اس کو اگلا سکیل دیا جائے یا نہ دیا جائے۔ یہ تخیل ہی خلافت کے ساتھ نہیں جاتا اور یہ تصور ہی موجود نہیں مگر اُنہوں نے اعلان کر دیا کہ خلافت کا سکیل بند کر دو، دوسرے یہ کہا کہ شوریٰ حالات کے مطابق خلیفہ کا الاؤنس مقرر کرے۔ اس میں بھی خباثت ہے یعنی جو بھی الاؤنس ہے وہ شوریٰ ہی نے مقرر کیا ہوا ہے مگر یہ کہتے ہیں کہ نہیں شوریٰ نے مقرر نہیں کیا ہوا۔خلیفہ نے آپ ہی مقرر کر دیا ہے کہ میں اتنے پیسے لیا کروں گا اور عیش کروں گا حالانکہ شوریٰ نے خود ہی یہ مقرر کیا تھا اور جس اجلاس میں اُنہوں نے یہ فیصلہ کیا تھا اس میں میں موجود بھی نہیں تھا اور جس کے لینے میں میری مرضی بھی نہیں تھی۔ اس کے متعلق میں آگے چل کر بات کروں گا۔ پہلے میں اُن کے جو خیالات ہیں اُن کو وضاحت کے ساتھ آپ کے سامنے رکھ دینا

چاہتا ہوں۔

خلیفہ کی تنخواہ کے سکیل کے متعلق اُنہوں نے تیسرے نمبر پر یہ کہا کہ موجودہ خلیفہ کو صرف ۳۰۰ ماہوار الاؤنس دیا جائے۔ پہلے یہ کہا کہ شوریٰ مقرر کرے۔ پھر کہا کہ شوریٰ کو بھی اختیار نہیں ہونا چاہئے۔ ہم الاؤنس مقرر کرتے ہیں۔ اس لئے موجودہ خلیفہ کو صرف ۳۰۰ الاؤنس دیا جائے۔ غرض ایک خط میں تو اُنہوں نے یہ لکھا کہ موجودہ خلیفہ کو ۳۰۰ ماہوار ’’ہمارے‘‘ کہنے کے مطابق دیا جائے۔ شوریٰ کو بھی اختیار نہیں۔ ہم یعنی جماعت منافقین نے شوریٰ سے اختیار واپس لے لیا ہے۔ مگر دوسرے خط میں یہ لکھ دیا (دو خط سیکلو سٹائل (cyclostyle) کئے ہوئے اُنہوں نے یہاں پندرہ بیس آدمیوں کو لکھے ہیں جو ہمارے علم میں ہیں اور یہ پوائنٹس میں نے انہیں خطوط سے لئے ہیں) کہ موجودہ خلیفہ کا الاؤنس بالکل بند کر دیا جائے کیونکہ ذرائع آمد لامحدود ہیں۔ اس واسطے پہلے تو شوریٰ سے ۳۰۰ مقرر کر کے اس کا حق واپس لے لیا (یہ میں ان کی باتیں کر رہا ہوں) یعنی پہلے جماعت منافقین نے شوریٰ کو یہ حق دیا کہ وہ حالات کے مطابق خلیفہ وقت کا کوئی گذارہ یا الاؤنس مقرر کرے۔ پھر کہا کہ نہیں ہم تمہارا حق واپس لے کر خود ہی ۳۰۰ مقرر کر دیتے ہیں۔ پھر کہا کہ نہیں ہم اپنا یہ فیصلہ بھی بدلتے ہیں خلیفۂ وقت کو کوئی الاؤنس نہ دیا جائے کیونکہ اس کے ذرائع آمد لامحدود ہیں۔ یہ لامحدود کے لفظ پر میں زور دے رہا ہوں۔ اسے یاد رکھنا کیونکہ اس کے متعلق بھی میں آگے کچھ بتانا چاہتا ہوں۔

پھر کہنا کہ نہ صرف یہ کہ الاؤنس نہ دیا جائے بلکہ موجودہ خلیفہ اپنی ساری جائیداد انجمن کو دے دے۔ غرض الاؤنس کے طور پر اُسے ایک پیسہ نہ دیا جائے اور جائیداد ساری چھین لی جائے اور تیسرے یہ کہ موجودہ خلیفہ کو (اور پہلے دو جو گذر چکے ہیں یعنی حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ نے بھی غلطی کی) کمانے کی اجازت نہ دی جائے۔ مطلب یہ ہے کہ کمائی کے سارے ذرائع محدود کر دیئے جائیں۔ ان کی جائیداد لے لی جائے اور پیسہ ان کو کوئی نہ دیا جائے اور کہا جائے کہ خوب شان کے ساتھ جماعت احمدیہ کی خلافت اور امامت کرو۔

پس یہ سارے بہکے ہوئے خیالات ہیں۔ خود ہی بیوقوف اور اندھے ہیں۔ منافق بھی اندھا ہوتا ہے اگر منافق کا مقام ’’درک اسفل‘‘ میں ہے تو گویا وہ ایک کافر سے بھی زیادہ نیچے

ہے تو اس کی نابینائی (جس کے متعلق قرآن میں ’’عمی‘‘ کہا گیا ہے) کی نسبت منافق زیادہ اندھا ہے۔ لیکن ہم یہ روحانی طور پر کہہ سکتے ہیں جسمانی طور پر نہیں کہہ سکتے۔ روحانی طور پر صرف آنکھیں ہی نہیں بلکہ اور بہت سارے روحانی حواس ہیں جو انسان کو بینا اور صاحبِ فراست بناتے ہیں۔

غرض جہاں تک موجودہ خلیفہ کے الاؤنس کا تعلق ہے شروع میں مَیں نے کوئی الاؤنس نہیں لیا پھر شوریٰ ہوئی اور اُس نے اپنے ایک اجلاس میں اڑھائی ہزار روپیہ مقرر کیا جس میں میں موجود نہیں تھا۔ نہ اس اجلاس سے پہلے نہ اس وقت اور نہ اس کے بعد۔ میں تو جماعت سے یہ کہہ ہی نہیں سکتا نہ آج اور نہ مرتے دم تک کیونکہ یہ تو میری فطرت اور میرے مقام کے خلاف ہے کہ میں جماعت سے یہ کہوں کہ مجھے اتنے پیسے چاہئیں۔ آپ ہی اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ اڑھائی ہزار روپے تنخواہ اور مہمان آتے ہیں اُن کا الاؤنس اور نوکر اور پتہ نہیں اور کیا کچھ تھا۔ چنانچہ شوریٰ کا ایک نمائندہ وفد میرے پاس آیا۔ مرزا عبدالحق صاحب اُن کے سپوکن مین (spoken man) تھے۔ وہ زندہ ہیں اگر میری بات کا اعتبار نہ آئے تو اُن سے جا کر پوچھ لو۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ میں نے کہا مجھے یہ منظور نہیں ہے۔ مجھے اس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ میں یہ لینا نہیں چاہتا۔ وہ مجھے کہنے لگے کہ پہلے دو خلفاء نے بھی نہیں لیا اور آپ بھی نہیں لیں گے تو بعد میں آنے والوں میں سے جن کو ضرورت ہوگی وہ یہ سمجھیں گے کہ تیسرے خلیفہ نے بھی نہیں لیا تھا کیونکہ اس کے دماغ نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ پہلے دو خلفاء نے نہیں لیا تھا اس لئے خلیفۂ وقت کو الاؤنس نہیں لینا چاہئے اور کہیں گے کہ پھر تیسرے خلیفہ نے بھی نہیں لیا۔ جب تین خلفاء نے نہیں لیا تو اب چوتھا کیوں لے اور اگر چوتھا نہ لے تو پھر پانچواں کیوں لے۔ اس لئے آپ یہ لے لیں۔ میں نے کہا۔ اچھا! اگر یہ بات ہے تو تم نے یہ جو مہمان نوازی کے اور نوکروں وغیرہ کے اور بھی پتہ نہیں کیا کچھ تھا مجھے صحیح یاد نہیں نہ میں نے اس طرف توجہ دی اس کا تو سوال ہی کوئی نہیں۔ باقی آپ کہتے ہیں تو آپ کا دل رکھنے کے لئے اڑھائی ہزار روپے ماہانہ کے متعلق آپ کا فیصلہ مان لیتا ہوں۔

اب جو ملاقاتوں والے دن مہمان نوازی کی جاتی ہے اور یہ میں کسی پر احسان نہیں جتا

رہا بلکہ میں بڑے پیار سے ایک بات کہہ رہا ہوں۔ مجھے ایک دن بڑا دُکھ پہنچا۔ ایک دوست تھے اُنہوں نے مجھے چٹھی لکھی گرمیوں کے دنوں میں وہ ملاقات کے لئے آئے تھا۔ اُنہوں نے لکھا کہ میں ملاقات کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا (دوست اپنی باری کے انتظار میں بیٹھے دعا کرتے رہتے ہیں) مجھے پیاس لگی اور میں پرائیویٹ سیکرٹری (جو اُس وقت تھے۔ امام رفیق نہیں تھے۔ نماز کے بعد ان کے پیچھے نہ پڑ جائیں) کے کمرے میں گیا اور اُن سے کہا کہ مجھے پیاس لگی ہے تو وہ بڑی رعونت سے مجھے یہ کہنے لگے کہ فلاں کمرے میں پانی کا گھڑا رکھا ہوا ہے۔ وہاں جا کر پی لو۔ اُنہوں نے لکھا ہے کہ میں ایک پرانا احمدی ہوں پانی کیا چیز ہے ہم احمدیت کی خاطر جانیں بھی دینے کے لئے تیار ہیں۔ میں نے بالکل محسوس نہیں کیا لیکن بعض غیر احمدی آتے ہیں نئے احمدی آتے ہیں بعض نوجوان آتے ہیں جن کی پوری تربیت نہیں ہوتی۔ اس لئے کسی کو ٹھوکر نہ لگ جائے آپ ان کو سمجھا دیں۔ میں نے بڑا استغفار کیا۔ میں نے کہا میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ پھر میں نے دفتر سے کہا مولوی ابوالعطاء صاحب اس بات کے گواہ ہیں۔ میں نے ان کو بھی بلا کر کہا کہ یہ جو چائے اور گرمیوں میں شربت اور ٹھنڈا پانی ہے اس کا میں ذمہ دار ہوں۔ جماعت ذمہ دار نہیں ہے۔ اس لئے آپ یہ انتظام کریں۔ میرے پاس وقت اتنا نہیں ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ میں جب کام کروایا کرتا ہوں اسی طرح کروایا کرتا ہوں۔ غرض میں نے اُن سے کہا کہ میرے پاس بالکل وقت نہیں ہے کہ میں آپ سے حساب کیا کروں۔ آپ یہ پیسے لیں جب یہ ختم ہو جائیں تو مجھ سے اور لے لیں مگر یہ نہ کہیں کہ فلاں چیز پر یہ خرچ ہوا اور فلاں پر یہ خرچ ہوا۔ بس یہ کہیں کہ اتنے پیسوں کی ضرورت ہے وہ میں دے دیا کروں گا۔ چنانچہ اس وقت سے یہ انتظام چل رہا ہے۔ اور یہ میرا اپنا انتظام ہے صدر انجمن احمدیہ کا نہیں یہ جماعت کے ساتھ میرے پیار کا نتیجہ ہے اگر آج انجمن مجھ پر زور دے کہ یہ انتظام اس کے حوالے کر دیا جائے تو میں یہی کہوں گا کہ نہیں میں خود ہی یہ انتظام کروں گا۔

پھر وہ جو مقرر کیا گیا تھا اس کے متعلق بھی میں بڑے دُکھ کے ساتھ اور اپنی فطرت کے خلاف بات کرنے پر مجبور ہوا ہوں۔ جتنا میں نے شوریٰ کا اور آپ کا دل رکھنے کے لئے منظور کر لیا تھا اس کا پچاس فیصد سے بھی کہیں کم میں نے عملاً وصول کیا ہے اور جتنا وصول کیا ہے اس

سے کہیں زیادہ میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے خرچ کرنے کے متعلق جو مجھے سرّاً کا حکم ہے اس پر خرچ کیا ہے۔

حضرت خلیفہ اوّلؓ نے فرمایا ہے کہ میں تمہارا محتاج نہیں ہوں۔ حضرت خلیفہ ثانیؓ نے بھی یہی فرمایا تھا اور میں بھی یہی کہتا ہوں کہ میں تمہارا محتاج نہیں ہوں۔ تمہیں کس احمق نے کہا ہے کہ مجھے نذرانہ دیا کرو یا میرا الاؤنس مقرر کیا کرو۔ تم نے کہا ہمارا دل دکھے گا اور بعد میں آنے والے خلفاء کے لئے تکلیف ہوگی اس لئے میں نے تمہاری بات مان لی اور تمہیں آج تک یہ بھی نہیں بتایا کہ میں وہ سارا لے بھی نہیں رہا۔ پچاس فیصد سے بھی کہیں کم لے رہا ہوں تاکہ آپ یہ نہ کہیں کہ یہ ہمارے ساتھ کیا کیا ہے۔ تمہارا تو میں نے اتنا خیال رکھا مگر تمہارے اندر چند ایک منافق ہیں اُن میں سے کوئی کہتا ہے تین ہزار اور کوئی کہتا ہے اڑھائی ہزار روپے ماہانہ تعیّش کے سامان کے لئے وصول کر رہا ہے۔

میں نے بتایا ہے کہ جتنا میں وصول کرتا ہوں خدا تعالیٰ اس سے زیادہ مجھے سرّاً خرچ کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ جس کے متعلق کسی کو پتہ ہی نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ میری بیوی کو بھی کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ میں کس کو دیتا ہوں لیکن جو اعلانیہ خرچ ہے وہ آپ میں سے بعض جانتے ہوں گے۔ اسے میرے گھر سے بھی جانتے ہیں لیکن میں اپنے بھائی پر سات آٹھ ہزار روپے ماہانہ ایسا بھی خرچ کرتا ہوں جس کے متعلق میرے سوا کسی کو پتہ تک نہیں ہوتا اور یہ میں اپنے بھائی کو اس کا حق دینے کے لئے خرچ کرتا ہوں۔ اس کے اوپر میرا کوئی احسان نہیں ہوتا کیونکہ میں تو خدا تعالیٰ کی رضا کا طالب ہوں۔

پس جہاں تک سرّاً خرچ کا تعلق ہے اسے صرف میں جانتا ہوں۔ اگر میں نے دفتر کے ذریعہ بھی بھجوانا ہوتا ہے تب بھی خود ہی لفافہ بند کرتا ہوں اور خود ہی اس کے اوپر پتہ لکھتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں اور عام طور پر اس میں کامیاب بھی ہو جاتا ہوں کہ دس روپے کا نوٹ نہ ہو تاکہ اگر زیادہ روپے دینے ہیں تو سو روپے کا نوٹ ہو تاکہ کسی کو پتہ ہی نہ لگے کہ اس کے اندر کوئی نقدی یعنی نوٹ بھی ہے اور اس طرح خط بھیج دیا کرتا ہوں کیونکہ بعض دفعہ یہ کام میں خود نہیں کر سکتا یا آدمی نہیں مل سکتا لیکن میں مجبور ہو کر اور بڑے دکھ کے ساتھ اس کا اظہار کر رہا

ہوں مگر منافق کھڑے ہو کر کہتا ہے دیکھو یہ دنیا کے عیش میں پڑا ہوا ہے اور اڑھائی ہزار روپے لے کر خوب عیش لوٹ رہا ہے۔

منافق نے یہ کہا ہے کہ میں لامحدود ذرائع کا مالک ہوں میں کہتا ہوں کہ یہ فقرہ تم نے سچ کہا ہے میں لامحدود ذرائع آمد کا اس لئے مالک ہوں کہ وہ جو دنیا کی ساری دولتوں اور خزانوں کا مالک ہے اس نے مجھے فرمایا تھا۔

''تینوں ایناں دیاں گا کہ تو رَج جائیں گا''

اس لئے میں لامحدود ذرائع کا مالک ہوں مجھے تمہارے پیسے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کس طرح پیسے دیتا ہے وہ تو كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ (الرحمٰن:۳۰) کی رو سے اس کی شان نرالی ہے۔ اس کے خزانے کا جب منہ کھلتا ہے تو کسی بزرگ کے اس قول کے مطابق وہ چھپر پھاڑ کے دے دیا کرتا ہے۔ بعض دفعہ انسان ذرا سی بات کے لئے دعا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمالیتا ہے۔ چنانچہ ایک دن مجھے پیسے کی ضرورت تھی میں نے دعا کی خدایا مجھے پیسے دے کیونکہ تیرا یہ وعدہ ہے کہ

''تینوں ایناں دیاں گا کہ تو رَج جائیں گا''

مجھے خیال آیا کہ کہیں میرے دل کا نفس (اللہ تعالیٰ تو عالم الکل ہے) یعنی میرے دل کا چور یہ نہ سمجھتا ہو کہ میں خدا تعالیٰ سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے کسی بندے کا مجھے محتاج نہ کر۔ اور اس کے دل میں ڈال کہ میرے ایک دوسرے بندے کو ضرورت ہے اور وہ اس کو جا کر پیسے دے آئے میں نے دعا کی کہ خدایا میں نے اس طرح کے پیسے نہیں لینے۔ میں نے کسی آدمی کا محتاج ہو کر پیسے نہیں لینے۔ مجھے تو دے جس طرح بھی دیتا ہے۔ چنانچہ میرے ایک بھائی نے مجھ سے اتنی ہی رقم قرض لی ہوئی تھی جتنی کی میں نے دعا کی تھی وہ میرا چھوٹا بھائی تھا اور میری نیت یہ تھی کہ میں نے اس کو واپسی کے لئے نہیں کہنا بے شک وہ واپس بھی نہ کرے۔ بھائی بھائی کا حق بھی ہوتا ہے اور مجھے اس کے حالات کے لحاظ سے یقین تھا کہ اگلے پانچ دس سال تک وہ رقم واپس نہیں کر سکتا مگر میں کیا دیکھتا ہوں کہ شام کے وقت میرے وہی بھائی صاحب میرے پاس آ کر کہہ رہے ہیں۔ بھائی یہ لیں اپنی رقم۔ اب میں اس کا منہ دیکھوں اور پتہ نہیں میں نے

کس طرح اپنے جذبات پر قابو پایا کیونکہ میں نے دعا کی تھی اے خدایا! میں نے کسی بندے کا محتاج نہیں ہونا۔ تو میرے لئے اپنے فضل سے سامان پیدا فرما کیونکہ تیرا مجھ سے وعدہ ہے۔ چنانچہ اسی رنگ میں میری دُعا قبول ہوگئی۔

یہ تو ایک چھوٹی سی مثال ہے جس میں کچھ ظاہر کا بھی رنگ ہے وہ میں نے بتا دی ہے باقی تو چونکہ خدا تعالیٰ وراء الوریٰ اور غیب الغیب ہستی ہے وہ وراء الوریٰ اور غیب الغیب دروازے کھولتی ہے آپ ان چیزوں کو نہیں سمجھ سکیں گے۔

بہرحال میرے لامحدود ذرائع ہیں۔ مجھے پیسے کی کبھی فکر نہیں ہوئی اور جو خدا دیتا ہے اس میں سے جتنی توفیق ملتی ہے اپنے ضرورت مند احمدی بھائیوں کو دیتا ہوں اور ان پر میں احسان نہیں جتاتا بلکہ اُن کے ساتھ کبھی ذکر تک نہیں کیا۔ اگر وہ سامنے آجائیں تو آپ میری آنکھوں میں کوئی اشارہ بھی نہیں دیکھیں گے۔ اس لئے کہ میں اس بندے کو خوش کرنے کے لئے نہیں دے رہا میں تو اپنے مالک، اپنے مولیٰ، اپنے پیار کرنے والے رب العزت کو خوش کرنے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے دے رہا ہوں۔ میں نے آج مجبوراً اس کا کچھ تھوڑا سا حصہ جو ظاہر ہوسکتا تھا وہ یہاں کر دیا ہے لیکن اس کے بہت سے پہلو ایسے ہیں جو ظاہر نہیں ہو سکتے اور نہ ظاہر کئے جائیں گے۔

بہرحال یہ تو ان منافقین کا دماغی نقص ہے کہ خلیفہ کے الاؤنس کا مشاورت فیصلہ کرے۔ پھر کہا مشاورت فیصلہ نہ کرے ہم خود فیصلہ کرتے ہیں۔ ۳۰۰ ماہوار الاؤنس دیں گے۔ ہم بھی اپنا فیصلہ بدلتے ہیں ایک دھیلہ بھی الاؤنس نہیں ملے گا، نہ صرف ایک دھیلہ نہیں ملے گا بلکہ ساری جائیداد واپس لے لینی چاہئے۔ جائیداد تو مجھے ورثہ میں ملی یا جائیداد کچھ تھوڑی سی ایسی ہے کہ جو تھوڑی سی زمینیں قادیان میں خریدی تھیں۔ کام میں خیال ہی نہیں رہا۔ بارہ تیرہ ایکٹر زمین کی بجائے تین ایکٹر کے کاغذ بچے۔ باقی یہاں پارٹیشن کے بعد ضائع ہوگئے۔ تین ایکٹر زمین ہے وہ بھی جائیداد میں آگئی نا۔ ساری جائیداد لے لو دھیلہ کوئی نہ دو اور جائیداد ساری لے لو، کمانے پر پابندی لگا دو اور کہو تم چار پانچ دن تک بھوکے زندہ رہ سکتے ہو خلافت کرو۔ پھر ہم ایک اور خلیفہ بنالیں گے پھر چار پانچ دن اس کو بھوکا رکھ کر ماریں گے پھر اور خلیفہ بنالیں

گے تو ٹھیک ہے اس طرح کرو۔

لیکن میں نے یہ کہہ دیا ہے کہ مجھے تو کوئی ضرورت نہیں۔ جس کی مجھے ضرورت تھی اُس نے مجھے فرمایا ہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ پھر میں آپ کی کیسے ضرورت محسوس کروں؟

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا غالباً یہ حوالہ میں نے پہلے نہیں پڑھا۔ فرماتے ہیں:-

”میں کسی کا خوشامدی نہیں۔ مجھے کسی کے سلام کی بھی ضرورت نہیں اور نہ تمہاری نظر اور پرورش کا محتاج ہوں۔ اور خدا تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ ایسا وہم بھی میرے دل میں گزرے“۔ (بدر ۴؍ جولائی ۱۹۱۱ء)

میں جس کا محتاج ہوں اور جو میری ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے وہی میرے لئے کافی ہے اس کے علاوہ مجھے اور کچھ نہیں چاہئے۔

ہفتم۔ آج یہ لمبا خطبہ ہوگا کیونکہ ضروری ہے اب آخر میں مَیں ایک بات کہنا چاہتا ہوں اس پر شاید زیادہ وقت لگ جائے۔

جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے حضرت خلیفہ اوّل کے بچوں کو ایک لمبا عرصہ چشم پوشی کے بعد جماعت کو فتنے سے بچانے کے لئے علیٰحدہ کیا تھا تو اس وقت جو دشمنانِ خلافت تھے، اُنہوں نے بہت کچھ فتنے پیدا کئے۔ بڑے ہاتھ پاؤں مارے۔ خلافت کو نقصان پہنچانے کی بڑی کوشش کی۔ غلبہ اسلام کے لئے ساری دنیا میں جو ایک عظیم حرکت اور جدوجہد ہو رہی تھی اس کے راستے میں روک بننے کی کوشش کی۔ چنانچہ اُس موقع پر ایک غیر مبائع دوست نے یہاں تک لکھ دیا۔ یہ الفاظ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ہیں اور ان غیر مبائعین کی طرف اشارہ ہے پھر آپ فرماتے ہیں:-

”اور اُن میں سے ایک شخص محمد حسین چیمہ نے بھی ایک مضمون شائع کیا ہے کہ ہمارا نظام (یعنی غیر مبائعین کا نظام) اور ہمارا سٹیج اور ہماری جماعت تمہاری مدد کے لئے تیار ہے۔ شاباش، ہمت کر کے کھڑے رہو۔ مرزا محمود سے دبنا نہیں۔ اس کی خلافت کے پردے چاک کر کے رکھ دو۔ ہماری مدد تمہارے ساتھ ہے“۔

(خلافت حقہ اسلامیہ: تقریر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ برموقع جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء صفحہ ۱۴)

یہ غیر مبائعین نے اُس وقت کے فتنے کے موقع پر جو لوگ اُس وقت فتنہ پیدا کر رہے تھے اُن کو مخاطب کر کے کہا تھا اور آج ساری جماعت کو خصوصاً اہل ربوہ کو مخاطب کر کے آج کے فتنہ گروں نے یہ کہا ہے اور جسے ذرا غور سے سنتے رہنا۔ میں بھی جہاں ضرورت پڑی زور دوں گا۔ دراصل نفاق چونکہ نقاب پوش ہوتا ہے یہ علی الاعلان سامنے نہیں آتا اس لئے ان کی جو لیڈر رہے وہ بھی نقاب پوش ”رابعہ انقلابی“ یعنی عورت کی شکل میں سامنے آئی ہے۔ اُس نے لکھا ہے:-

”لہٰذا اس انقلاب کی تکمیل کے لئے آپ کے تعاون کی اشد ضرورت ہے...... یقیناً آج تم اپنے آہنی عزم کے بل بوتے پر تاریخ کے ایک نئے دور کا آغاز کرنے والے ہو (جس طرح بقول محمد حسین چیمہ ۱۹۵۶ء میں کرنے والے تھے)......

دوستو! قوت کا اصل سرچشمہ تم ہو جماعت کا وجود صرف تم سے قائم ہے اور جب تک تمہیں اپنی قوت کا احساس نہیں ہوگا تمہارے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ لہٰذا ربوہ میں عوامی قانون اور عوامی انصاف لانے کے لئے اپنی جدوجہد کو تیز کر دو“۔

اب ربوہ جو دُنیا میں اشاعتِ قرآن اور حفاظتِ قرآن اور تفسیر قرآن کا مرکز ہے۔ اس ربوہ میں عوامی قانون یعنی اسلامی قانون نہیں بلکہ عوامی قانون اور قرآنی عدل وانصاف نہیں بلکہ عوامی انصاف لانے کے لئے اپنی جدوجہد کو تیز کر دو۔

پھر اس خبیث گروہ کے دل میں ربوہ کی جو قدر و منزلت ہے اور جس فقرہ کو پڑھ کر مجھے آگ لگی اور اب بھی لگی ہوئی ہے اور جسے مرد و زن غور سے سُنیں وہ یہ ہے:-

”کیا ربوہ معاشی دوڑ کے نتیجہ میں غیر فطری فعلوں اور مرد و زن کے ناجائز تعلقات کی آماجگاہ نہیں بن رہا“۔

اب ان کے نزدیک ربوہ غیر فطری فعلوں اور مرد و زن کے ناجائز تعلقات کی آماجگاہ ہے اور اسی ربوہ سے جو اُن کی خبیثانہ نگاہوں میں غیر فطری فعلوں اور مرد و زن کے ناجائز تعلقات کی آماجگاہ ہے اس سے کہتے ہیں کہ اُٹھو اور انقلاب لاؤ۔ اے منافقو اور جاہلو! جس کو تم نے خدا کی نگاہ میں بدترین ملزم قرار دیا ہے اُس سے تم ہاں تم کیسے خیر کی امید رکھتے ہو؟

محمد حسین چیمہ نے بھی کہا تھا کہ بس ڈرنا نہیں خلافت پر حملہ کر دو اور اس کو توڑ کر رکھ دو۔ اب اُنہوں نے بھی یہی کہا ہے چنانچہ لکھا ہے:-

’’میرے بہادرو اور باہمت ساتھیو! ملوکیت کے قلعے میں شگاف پڑ چکا ہے صرف ایک مضبوط دھکے کی ضرورت ہے اُٹھئے اور آگے بڑھئے اور ہامانیت (یعنی خلافت احمدیہ) کے ضمیر فروش ایجنٹوں کے گریبانوں کو مضبوط ہاتھوں سے پکڑ کر ثابت کر دیجئے کہ ہامان اب زیادہ دیر تک مذہبی جبہ میں چھپ کر نہیں رہ سکتا...... اُٹھو اور ہمت کرو آگے بڑھو اور ملوکیت کے تخت کو لات مار کر پرے پھینک دو‘‘۔

جس خلافت کے گرد خدا تعالیٰ کی مدد اور اس کی نصرت پہرہ دے رہی ہے اس خلافت کے قلعے پر تو تمہاری لات اگر پڑے گی تو تمہاری ہڈیاں بھی اس طرح چور چور ہو جائیں گی کہ اُن کے ذرے بھی دُنیا کو نظر نہیں آئیں گے۔

اور پھر اس کے بعد اس نقاب پوش انقلابی نے ہمیں یہ اطلاع دی:-

’’عوام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ محترمہ رابعہ انقلابی صاحبہ ۱۵ مارچ کو بروز بدھ ۴ بجے شام گول بازار میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ عوام سے خطاب کریں گی (یعنی اُن عوام سے جو اس قسم کے افعال کی آماجگاہ ہیں) ہر محنت کش کا فرض ہے کہ وہ ہر خاص و عام کو مطلع کر دے‘‘

اب یہ پندرہ مارچ کی تاریخ تو آنے والی ہے ایک برقعہ پوش منافق چھپ کر وار کرنے والا ایک تو یہ بھی کر سکتا ہے اور ممکن ہے وہ یہ بھی کرے کہ وہ خفیہ طور پر میری ذات پر وار کرے اور مجھے قتل کرنے کی کوشش کرے دوسرے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اُس وقت جب کہ امت مسلمہ مومنہ کے دلوں پر ایک اثر طاری ہوتا ہے اور اُن کے دل خدا تعالیٰ کی طرف جھکے ہوتے ہیں اس وقت سے فائدہ اُٹھا کر گول بازار میں آ کر دو چار فقرے کہہ دے اور پھر واپس جا کر بڑی بڑھیں مارے کہ ہم نے اپنے وعدہ کے مطابق وہاں بازار میں تقریریں کیں۔ غرض یہ بھی ممکن ہے لیکن جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں موت سے نہ کبھی ڈرا ہوں اور نہ اب ڈرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے میری فطرت کو کچھ ایسا بنایا ہے کہ میں موت

سے کبھی نہیں ڈرا۔ مجھے اس کا کبھی خیال ہی نہیں آیا۔ ۴۷ء میں میں نے کام کیا ہے اس وقت میں نے آگ کے اندر چھلانگیں لگائی ہیں اور ایک لحظہ کے لئے بھی میرے دل میں یہ خوف نہیں پیدا ہوا کہ کہیں یہ آگ مجھے جلا نہ دے۔ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ جب تک وہ چاہے گا زندہ رکھے گا اور جب چاہے گا اُٹھا لے گا۔ یہ نہ میرے اختیار میں ہے اور نہ میرے دشمن کے اختیار میں ہے۔ نہ میں اپنی مرضی سے اپنی عمر بڑھا سکتا ہوں اور نہ میرا دشمن اپنی مرضی سے میری عمر گھٹا سکتا ہے۔ اس لئے موت تو اپنے وقت پر آئے گی لیکن ہوسکتا ہے کہ اُن کا کوئی اس قسم کا منصوبہ بھی ہو لیکن نہ میں ڈرتا ہوں اور نہ آپ اپنے دل میں کوئی خوف اور دہشت پیدا کریں۔

تاہم میں ربوہ کی بہنوں اور بھائیوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج تمہاری عزت اور غیرت کو للکارا گیا ہے۔ اس عورت کو ہاں اس عورت کو جس نے اپنے عروسی کے زیورات بھی خدا تعالیٰ کا نام بلند کرنے کے لئے اور مساجد کی تعمیر کے لئے چندوں کے طور پر دے دیئے اور جس کی محنتوں کے نتیجہ میں یورپ کے مختلف ممالک میں مساجد کے مینار سے خدائے واحد ویگانہ کی کبریائی کا اعلان کیا جاتا ہے اے جاہلو اور ظالمو! اُس عورت کو تم غیر فطری فعلوں اور مردوزن کے ناجائز تعلقات کی آماجگاہ کہتے ہو یا اس آماجگاہ میں رہنے والی کہتے ہو یا اُسے اس کا حصہ دار بناتے ہو؟ اُس نے تو اپنی محبوب ترین چیزیں بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیں اور خدا تعالیٰ کے پیار کا حُسن اس کے ماتھے پر چمک رہا ہے اور اس کی آنکھوں سے خدا تعالیٰ کے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں اور اے اندھو! تم اُس ماتھے اور اُن آنکھوں میں بدفعلیوں اور غلط قسم کے افعال اور گناہوں کے دھبے دیکھتے ہو؟ پھر یہاں کے رہنے والے وہ مرد جو دین کی خاطر اور جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں اور اس مرکز میں سکون، امن اور سلامتی پاتے ہیں اور جن میں سے بعض بے دھڑک ہو کر یہاں اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ جاتے ہیں اور خود دُنیا کمانے کے لئے باہر چلے جاتے ہیں اور پھر وہ بھی ہیں کہ جب وقت آتا ہے تو اپنے جن بچوں سے وہ بے انتہا پیار کرتے ہیں ان بچوں کے پیار کو بھول جاتے ہیں۔ وہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے سلسلہ اور قرآن اور اسلام کی عظمت اور

اللہ تعالیٰ کی کبریائی کے اظہار کے لئے اُن کا پیار اتنا جوش مارتا ہے کہ دوسرے سارے پیار اس نئے اور حقیقی پیار کی لپٹوں میں جل کر خاکستر ہو جاتے ہیں۔ مگر اے جاہلو! تم اُن کے متعلق یہ کہتے ہو کہ اُن کے وجود سے ربوہ آماجگاہ بن گیا ہے غیر فطری فعلوں اور مرد وزن کے ناجائز تعلقات کی۔ تم نے ان کو پہچانا نہیں۔ تمہاری نگاہیں ان کی نبض پر نہیں ہیں۔ تم نہیں جانتے کہ وہ کس مٹی سے بنے ہیں۔ تمہیں کیا پتہ کہ وہ خدا کے اس شیر کو ماننے والے ہیں جس نے ساری دُنیا کی مخالفتوں کے باوجود یہ اعلان کیا تھا کہ میری فطرت میں ناکامی کا خمیر نہیں ہے۔

پس میرے اس بھائی اور میری اس بہن کی فطرت میں بھی ناکامی کا خمیر نہیں ہے۔ اُن کے کانوں میں تمہاری آواز تو گیڈر کی اس آواز سے بھی زیادہ حقیر نظر آئے گی جو کبھی کبھی رات کے وقت ہمارے کانوں میں آتی ہے۔ بزدل اور منافق گیدڑو! تمہاری آواز تو اُن کے کانوں میں کتوں کے بھونکنے کی اس آواز سے بھی زیادہ قابل نفرت محسوس ہوگی جو کبھی رات کے اندھیروں میں ان کے کانوں میں پڑتی ہے۔ تم نہیں جانتے ہاں تم نہیں جانتے کہ یہ کس قسم کی قوم ہے اور کتنی طاقتور ہے اور اس کی طاقت کا کونسا منبع ہے۔ یہ کتنی فدائی ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور کتنی محبوب ہے آپ کے روحانی فرزند مسیح موعود علیہ السلام کی۔ تم کیا پہچانو اس پیارے وجود کو جسے ہم جماعت احمدیہ کہتے ہیں تم سوچ سمجھ کر قدم اُٹھانا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی ایسا شخص جس کی ہم نے ابھی پوری طرح تربیت نہیں کی بوجہ نوجوان ہونے کے یا بوجہ نئے احمدی ہونے کے ایسا کام کر بیٹھے جو ہمارے لئے ملامت اور تمہارے لئے دُنیوی لحاظ سے تباہی کا باعث بن جائے۔

روحانی لحاظ سے تو تم خود اس گڑھے میں گرے ہو جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس سے نیچے اور کوئی گڑھا نہیں۔ تم ہاتھوں کو اُٹھا رہے ہو اُن لوگوں کی طرف جن کی دعائیہ پرواز خدا تعالیٰ کے عرش تک پہنچتی اور اُسے بھی ہلا دیتی ہے۔ تم جہنم کے گڑھوں میں رہنے والے ان بلند پرواز کرنے والے وجودوں تک کہاں پہنچ سکتے ہو۔ پس تم عقل سے کام لو۔ عقل سے کام لو۔ عقل سے کام لو۔ (از رجسٹر خطبات ناصر۔ غیر مطبوعہ)